رفیع اللہ

طلاق اور خلع

شریعتِ اسلامی نے انسانی فطرت کو کس حد تک ملحوظ خاطر رکھا ہے اس کا اندازہ اس کے نظامِ منزلی سے ہو سکتا ہے۔ اس نے جہاں نکاح کو مشروع کیا ہے وہاں طلاق اور خلع کی بھی اجازت دی ہے یعنی اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی ایسی ناگوار صورتِ حال پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے دونوں کا ساتھ رہنا ناممکن ہو گیا ہو تو وہ دونوں علاحدہ ہونے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے شریعت نے دونوں کو مساوی حقوق عطا کئے ہیں۔ خاوند اگر طلاق دے سکتا ہے تو بیوی خلع کے ذریعے علاحدگی اختیار کر سکتی ہے۔ چنانچہ ابن رشدؒ خلع کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جَعَلَ الطلاق بید الرجل اذا فرکَ المراۃَ جعل الخلع بید المراۃ اذا فرکت الرجل (بدایۃ المجتہد جلد ۲ صفحہ ۷۰) "شریعت نے طلاق مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے، جب وہ بیوی سے نفرت کرے۔ اور خلع عورت کے ہاتھ میں، جب وہ مرد سے نفرت کرے۔"

طلاق اور خلع کی اجازت صرف خاص حالات میں ہے وہ بھی اس وقت مثلاً جب زوجین کا ساتھ رہنا بالکل ناممکن ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس اصول سے غلط انتفاع کرنے اور لوگوں کو اس کے استعمال سے روکنے کے لئے ان پر مختلف قسم کی پابندیاں عاید کر دی گئی ہیں۔ اور صرف نازک حالات کے پیدا ہونے پر ہی اس اجازت کو منحصر رکھا گیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مردوں نے طلاق پر عاید کردہ پابندیوں کو پسِ پشت ڈال دیا ہے اور اس کا ایسا آزادانہ استعمال ہونے لگا ہے جو نہ صرف خلافِ کتاب و سنت ہے بلکہ معاشرہ میں بھی اس نے بہت سی ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں جن کا علاج ان حضرات سے بھی نہیں ہو سکتا جو اس کو صحیح تر سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس خلع پر نہ صرف پہلی

سی پابندیاں بدستور قائم ہیں بلکہ ان کے علاوہ کچھ مزید پابندیاں بھی عاید کر دی گئی ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کا استعمال جائز حالتوں میں بھی بہت کم کیا جا سکتا ہے اور عورتوں کی ایک کثیر تعداد زندگی بھر ظلم سہتی رہتی ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ طلاق کے لئے بھی یہی طریق عمل اختیار کیا جائے تاکہ اس کا وقوع بھی کم ہو جائے۔

جمہور فقہائے کے نزدیک طلاق اور خلع ایک ہی چیز ہے۔ فرق صرف اصطلاح کا ہے۔ مرد کی طرف سے علاحدگی کا مطالبہ ہوگا تو یہ طلاق ہو گی اور اگر عورت کی طرف سے ہوگا تو یہ خلع ہو گی۔ چنانچہ علامہ ابن رشد فرماتے ہیں: واما نوع الخلع فجمهور العلماء علی انه طلاق (بدایۃ المجتہد ۲ صفحہ ۴۹) یعنی جمہور علماء کے نزدیک خلع طلاق ہی ہے۔ ایسی ہی تعریف فقہ کی ایک اور نفیس ترین کتاب میں بھی کی گئی ہے۔ الخلع نوع من الطلاق لان الطلاق تارۃ یکون بدون عوض وتارۃ یکون بعوض والثانی هو الخلع (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۴ صفحہ ۳۹۲) خلع طلاق ہی کی قسم ہے کیونکہ طلاق کبھی تو معاوضہ کے بغیر ہوتی ہے اور کبھی معاوضے کے بدلے اور دوسری قسم کی طلاق کو خلع کہتے ہیں۔ شریعت حقہ نے طلاق اور خلع پر جو پابندیاں عاید کی ہیں ان میں سب سے اہم پابندی مالی قربانی ہے یعنی مرد اور عورت دونوں کو علاحدگی کا فیصلہ کرتے وقت مالی قربانی دینی پڑتی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک بھی اس بات پر گواہ ہے کہ مال کی محبت انسان کے دل میں سب چیزوں سے زیادہ ہے وانه لحب الخير لشديد (العادیات - ۸) اور تحقیق وہ واسطے محبت مال کے سخت ہے اس لئے علاحدگی کا فیصلہ کرنے سے پہلے فریقین کو خوب سوچنا پڑتا ہے لیکن ہمارے ہاں عملی صورت یہ ہے کہ عورتوں کو تو اس مالی قربانی کا پابند کیا جاتا ہے لیکن مردوں کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے اور اگر انہیں بھی ویسے ہی اس کا پابند کیا جاتا تو عورتوں کے ساتھ اتنی ناانصافی نہ ہوتی۔

مردوں کی مالی پابندی کے متعلق فرمان باری تعالیٰ ہے: وان اردتم استبدال زوج مکان زوج وآتیتم احداهن قنطاراً فلا تاخذوا منه شیئاً (النساء - ۲۰) اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنے کا ارادہ کرو اور ان میں سے ایک کو تم خزانہ ہی کیوں نہ دے چکے ہو تو واپس کچھ نہ لو۔ یعنی اگر مرد کو طلاق کی خواہش ہو تو تمام مال و دولت چاہے وہ نقدی کی صورت میں ہو یا جائیداد کی صورت

میں اسے چھوڑنا پڑے گا۔ اور جو کچھ بھی بیوی کی تحویل میں دے رکھا ہے اس سے دست بردار ہونا پڑے گا۔

اسی طرح عورت کے متعلق فرمایا: فلا جناح علیہما فیما افتدت بہٖ ، (البقرہ-۲۲۹) پس ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اگر عورت فدیہ دے کر علاحدگی حاصل کرے۔

شریعت نے مرد اور عورت دونوں پر ایک ہی قسم کی پابندی عاید کی تھی لیکن معلوم نہیں کون سے شرعی دلائل کی بنا پر مرد کی پابندی کو عملاً ختم کر دیا گیا ہے۔ اور عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ طلاق کے بعد بیچاری عورت کے زیور تک اتار لئے جاتے ہیں کیونکہ اس کو صرف پاؤں کی جوتی تصوّر کیا جانے لگا ہے کہ جب جی چاہا پرانی اتار کر نئی پہن لی۔ اسی وجہ سے وسیع پیمانہ پر شریعت کی خلاف ورزی ہونے لگی۔ حالانکہ اس کے برعکس عورت پر فدیہ دینے کی جو پابندی عاید کی گئی ہے بعض علماء نے اس کو بھی ناجائز قرار دیا ہے اور فدیہ کا لینا مرد کے لئے حرام قرار دیا ہے۔ بدایۃ المجتہد سے ابوبکر بن عبداللہ المزنی کے دلائل نقل کرتا ہوں: فقال لا یحل للزوج ان یاخذ من زوجتہ شیئاً واستدل علی ذالک بانہ زعم ان قولہ تعالیٰ (فلا جناح علیہما فیما افتدت بہٖ) منسوخ بقولہ تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احداھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً) جلد ۲ صفحہ ۴۷) یعنی ابوبکر بن عبداللہ المزنی فرماتے ہیں کہ مرد کے لئے عورت سے فدیہ میں کچھ لینا حلال نہیں ہے اور یہ کہ فدیہ والی آیت فلا تاخذوا منہ شیئاً والی آیت سے منسوخ ہے۔ اگر فقہا میں عورتوں کی کافی تعداد ہوتی تو اور بھی بہت سے دلائل مل جاتے۔ ہاں ایک فرق ضرور ہے کہ طلاق کے بعد عورت کو عدت گذارنا پڑتی ہے جبکہ مرد کے لئے اس قسم کی کوئی پابندی نہیں۔ یہ فرق ہم کو زیادہ نمایاں اس لئے نظر آتا ہے کہ طلاق کا مسنون طریقہ بھلایا جا چکا ہے جس کی وجہ سے عدت کا زمانہ لمبا ہو گیا ہے اور اس میں جو مصلحت تھی یعنی رجعت (عورت کا لوٹانا) وہ نظروں سے اوجھل ہو چکی ہے۔ تاہم ایسا ایک فرق عورت کے لئے بھی ہے کہ مرد پر عورت کو حیض و نفاس کی حالت میں طلاق دینا حرام ہے لیکن عورت ان حالتوں میں بھی بذریعہ خلع علاحدگی اختیار کر سکتی ہے — ہمارے ہاں اگر کہیں خلع کی ضرورت درپیش آتی ہے تو اس کا فیصلہ عدالت کے ذریعہ سے کرایا جاتا ہے اور عام طور پر اس کا نفاذ عدالت کے فیصلہ کے بعد ہی ہوتا ہے۔ انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ جو پابندی عورت کے لئے لگائی گئی ہے وہی مرد کیلئے بھی ہونی چاہیے عورت کو خلع کے لئے اگر عدالت کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے تو مرد کو بھی طلاق کا فیصلہ عدالت ہی سے لینا چاہیئے کیونکہ شریعت نے خاوند اور بیوی کو علاحدگی کے لئے ایک ہی قسم کا اختیار دے رکھا ہے۔